قسم اور کفارہ کے احکامات قرآن وحدیث کی روشنی میں

اقبال احمد: ریسرچ اسکالر، اردو یونیورسٹی، کراچی

Abstract

The human society is composed of the human being and humans are filled with emotions and sentiments by its very nature. Human behaviors affect their dealings and relationships. Allah swt has created human beings with sense of commitments and promises. One of the nature of this creature is that it makes the wordings firm by using some great and sacred names. Like many other areas, Allah has not abandoned or prohibited the practice but regulated it and modulated with conditions so as to attain decency and avoid distasteful behavior. The paper deals with Islamic concept of oath, Yameen, in the first place then it deals with jurisprudential aspects of oath and describes its types and its obligatory nature. The permissibility and impermissibility of the names on which oath is taken is also explained in detail. In cases oath is liable to be breached and in others it is breached by the taker willfully. The paper mentions how this breach could be compensated in the light of Quran. This paper also sheds light on status of oath, conditions for oath obligations like maturity and being sane and adult.

This paper gives exegesis of the Quranic verses about atonement and discusses very briefly the scholarly differences about the timing of atonement. The subtle difference between the payment modalities for atonement, compensation for breach of oath. For calrity of the subject Zakat/Ushr has also been discussed and explained that while making the recipient owner of the due amount is mandatory in the latter, it is not so in the former. The different forms of making the poors eat, eg, twenty meals to one person or two meals to ten persons each has also been explained. The inability of breacher to pay financial penalty then he/she is liable to observe the fast. This paper briefly explains the scholarly difference

about the permissibility of the interruption between the three day fast.

اسلام ایک مکمل اور دائمی دین ہے اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے احکامات قوانین اس میں تفصیلا واجمالا موجود ہیں۔ انسان معاشرے سے کٹ کرتن تنہا رہ نہیں سکتا اس کی بیشمار ضرورتیں حاجتیں لوگوں سے وابستہ رہتی ہیں۔ سوسائٹی میں رہنے والا انسان کبھی ایک حالت پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اس کی زندگی میں جہاں بے شمار مواقع خوشی وہنسی کے آتے ہیں وہاں اس کو غم وغصے کے حالات سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ کبھی حقوق کی بات آتی ہے تو حلف وقسم کے ذریعے سے اپنے مسائل حل کرنے کا سوچتا ہے۔ کبھی سوچ سمجھ کر قسم اٹھاتا ہے تو کبھی بے سوچے۔ کبھی قسم پوری کرلیتا ہے تو کبھی حانث ہوجاتا ہے۔ بوقت ضرورت قسم کس طرح اٹھائی جائے اس کے شرعی احکامات کیا ہیں؟ درج ذیل سطور میں انہی امور کا جائزہ لیا گیا ہے، ارشاد خداوندی ہے:"لا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ... الآية "(المائدة:89)

ترجمہ: اے ایمان والو !اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں کے (توڑنے) پر تم سے کوئی مواخذہ نہیں کرے گا لیکن ان قسموں (کے توڑنے) پر ضرور تم سے مواخذہ کرے گا جن قسموں کو تم نے پختہ کیا ایسی قسموں کے توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ ایسا کھانا کھلانا ہے جو عموماً اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے پہنانا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے پھر جس شخص کو یہ چیزیں میسر نہ ہوں وہ تین روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم پختہ قسم کھالو اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ اس طرح اللہ تمہارے لیئے اپنے احکام کی وضاحت کررہا ہے تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔(۱)

یمین کی تعریف، مشروعیت اور اس کے انواع واقسام:

یمین کا لغوی معنی: لغت کے اعتبار سے یمین تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے:

(1) یمین بمعنی"القوۃ :"ارشاد خداوندی ہے "لأخذنا منه باليمين "أى بالقوة.(2)

(2) اليد اليمنىٰ: وقد سمى العضو باليمين لفور قوته"۔ یمین کبھی دائیں ہاتھ کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے اور خاص طور پر دائیں ہاتھ یمین اس لیئے کہتے ہیں کہ اس میں قوت وطاقت زیادہ ہوتی ہے۔

(3) "اليمين بمعنى الحلف والقسم واطلقت اليمين على الحلف؛ لأن الناس كانوا إذا تحالفوا يأخذ كل واحد منهم بمين صاحب" یمین کا تیسرا معنٰی ہے حلف اور قسم اٹھانا اور یمین کو حلف اس لیئے کہتے ہیں کہ لوگوں کی عادت یہ رہی ہے جب آپس میں قسمیں کھاتے تھے تو ایک دوسرے کا دائیاں ہاتھ پکڑ کر قسم کھاتے تھے اور بات کو مضبوط کرتے تھے۔(3)

فقہاء کی نظر میں یمین کی تعریف:

عبارة عن عقد قوی به عزم الحالف علی الفعل أو الترک وسمی هذا العقد بالیمین؛ لأن العزیمة تتقوی بها. فقہاء کرام کے ہاں یمین ایسے عقد کا نام ہے کہ جس سے حالف قسم اٹھانے والے کا عزم پختہ ہو جائے فعل کے کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے۔(4)

یمین کی مشروعیت قرآن کی نظر میں:

شریعت مطہرہ میں بوقت ضرورت یمین مشروع (جائز) ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے کلام پاک میں خود بھی قسم اٹھائی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے": والنجم إذا هویٰ "(5) "والتین والزیتون" (6)

قرآن کریم میں بعض مقامات پر نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کو قسم کھانے کے کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

" :قُلْ إِیْ وَرَبِّی إِنَّـهُ لَحَقٌّ"(7) " قُلْ بَلَـی وَرَبِّی لَتُبْعَثُنَّ "(8)" .(قُلْ بَلَـی وَرَبِّی لَتَأْتِیَنَّكُمْ ".(9)

احادیث مبارکہ سے یمین کی مشروعیت:

احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے مختلف اوقات میں مختلف طریقوں اور مختلف الفاظ کے ذریعے قسم اٹھائی ہے: ابن عمر فرماتے ہیں: ''أکثر ما کان النبی یحلف لا ومقلب القلوب''۔ (10)

حضور اکثر "لا ومقلب القلوب "کے الفاظ استعمال کر کے قسم اٹھاتے تھے۔

ابوسعید خدری کی روایت ہے کہ جب پیغمبر علیہ السلام قسم میں بہت زیادہ مبالغہ کرتے تھے تو ان الفاظ میں قسم اٹھاتے تھے: "لا والذی نفس أبی القاسم بیده" قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے وقدرت میں ابوالقاسم کی جان ہے۔(11)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کبھی کبھار قسم کھاتے تو:"لا وأستغفر الله " کہ کر کھاتے تھے۔(12)

حضرت ابوموسی اشعری فرماتے ہیں کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا:"إنی والله "إن شاء الله، لا أحلف علی یمین غیرها خیرا منها إلا أتیت الذی هو خیر وتحللتها، أی أدیت کفارتها. (13)

کہ خدا کی قسم اگر میں کسی چیز پر قسم کھاؤں اور پھر اس قسم کے خلاف کرنے ہی کو بہتر سمجھوں تو میں اپنی قسم توڑ دوں گا اور اس کا کفارہ ادا کروں گا۔اور اس طرح اس چیز کو اختیار کروں گا جو بہتر ہو۔

غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت اور وعیدیں:

شرعی لحاظ سے کسی انسان کے لیئے غیر اللہ کی قسم کھانے کی اجازت نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے ممانعت فرمائی ہے اور ایسا کرنے والوں کے لئے وعیدیں سنائی ہیں۔

چنانچہ حضرت ابن عمر کی روایت ہے: **إن رسول الله قال:"إن الله ينهيانكم أن تحلفوا بآبائكم من كان حالفا فيحلف بالله أو ليسكت"(14)**

کہ نبی کریم کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اس بات سے منع فرماتے ہیں کہ تم اپنے باپوں کی قسم کھاؤ جس شخص کو قسم کھانی ہو اس چاہئے کہ اللہ کے نام (ذاتی یا صفاتی) کے ساتھ قسم کھائے یا چپ رہے۔

عرب معاشرے میں لوگ آبا و اجداد کے ناموں کی قسم کھایا کرتے تھے اس لئے اسکو بطور خاص ممنوع قرار دیا ہے غیر اللہ کے نام کی قسم کھانے کو اس لئے ناجائز قرار دیا گیا ہے کہ جن کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے ان کی عظمت اور جلالت شان مقصود ہوتی ہے۔

اس لئے یہ عظمت اللہ کے ساتھ خاص ہے غیر اللہ کے نام کی قسم کھانے سے غیر اللہ کی مشابہت اللہ کے ساتھ ہوگی جو شرک کا ایک حصہ ہے۔

"وعن عبد الرحمن بن سمرة رضی اللّٰهعنه قال قال رسول اللّٰه : لا تحلفوا بالطواغی ولا بأبائكم"(15)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ بتوں کی قسم کھاؤ اور نہ اپنے باپوں کی قسم کھاوء۔ اور اپنے آباوء اجداد کی نام اس حدیث میں صاف طور پر غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع فرمایا گیا ہے۔

بتوں کے نام کی قسم کھانے کے بعد تجدید ایمان کا حکم:

وعن أبی هريرة ؓ عن النبی ﷺ قال من حلف فقال: فی حلفه باللات والعزى فليقل لا إله إلا اللّٰه ومن قال لصاحبه :تعال أقامرك فليتصدق بشیء (16)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم اٹھاتے ہوئے یہ الفاظ استعمال کرے کہ میں لات وعزی کی قسم کھاتا ہوں تو اسے چاہئے کہ وہ "لا الٰہ الا اللہ" کہے۔ اور جو شخص اپنے کسی دوست سے یہ کہے کہ آ وء ہم دونوں جوا کھیلیں تو اس کو چاہئے کہ وہ

صدقہ وخیرات کرے۔

توضیح: مطلب یہ ہے کہ نومسلم نے سہوا یہ قسم کھائی اور غلطی سے یہ کلمہ زبان سے نکلا تو "لا إله إلا الله" بطور استغفار ہوگا۔اور اگر دل سے بطور عقیدہ یہ قسم کھائی ہے تو یہ شخص مرتد ہوکر دائرہ اسلام سے خارج ہوا تو تجدید ایمان اور مسلمان ہونے کیلئے "لا إله إلا الله" پڑھ لے۔

ایک اور حدیث ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں فرماتے ہیں کہ نبی کریم نے فرمایا:

"لاتحلفوا بأبائكم ولا بأمهاتكم ولا بالأنداد ولا تحلفوا بالله إلا أنتم صادقون"۔(17)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نہ تو اپنے باپوں کی قسم کھاؤ اور نہ اپنی ماؤں کی اور نہ بتوں کی اور خدا کی قسم بھی اسی صورت میں جب تم سچے ہو یعنی جھوٹی قسم نہ کھاو ءواہ اس کا تعلق گزشتہ زمانہ سے ہو یا آئندہ زمانہ سے۔

تنازعہ کی صورت میں قسم دینے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا:

"وعن أبی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ يمينک علی ما يصدقک عليه صاحبک(18)."

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہاری قسم اس وقت صحیح ہوتی ہے جب تمہارا ساتھ یعنی قسم دینے والا تمہیں سچا سمجھے۔

"وعنه قال قال رسول الله ﷺ "اليمين علی نية المستحلف".(19)

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا قسم کا اعتبار قسم دینے والے کی نیت پر ہوتا ہے۔

توضیح: یعنی جب آدمیوں کے درمیان کوئی تنازعہ ہے اور مدعی منکر کو قسم دے رہا ہے اس میں قسم دینے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا۔قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا۔چنانچہ الدکتور وہبۃ الزحیلی فرماتے ہی **"اتفق الفقهاء علی أن اليمين فی الدعاوی تكون بحسب نية المستحلف"۔(20)**

کفارہ کی اقسام:

کفارہ کی چار قسمیں ہیں:

(1) کفارہ ظہار (2) کفارہ قتل خطاء

(3) کفارہ جماع فی نہار رمضان (4) کفارہ قسم۔

یمین کی اقسام واحکام:

یمین (قسم) کی تین قسمیں ہیں:

(1) یمین لغو۔ (2) یمین غموس۔ (3) یمین منعقدہ۔

یمین لغو کی تعریف وحکم:

لغو کا لغوی معنی: لغو کا معنی بے کار، بے مقصد، فضول". **والـلـغـو اسم للشيء الذی لا حقيقة له بل على ظن من الحالف أن الأمر كما حلف عليه والحقيقة بخلاف ذلک" (21)**

یمین لغو اس قسم کو کہتے ہیں جو کسی گزشتہ یا حالیہ بات پر کھائی جائے اور قسم کھانے والے کو یہ گمان ہو کہ وہ بات اسی طرح ہے جس طرح میں کہہ رہا ہوں لیکن واقعے کے اعتبار سے وہ بات اس طرح نہ ہو جس طرح وہ کہہ رہا ہے۔

مثلاً ایک شخص دور سے کسی پرندے کو دیکھے اور قسم کھا کر کہے "واللہ ان ھذا الطائر لغراب" کہ یہ پرندہ کوا ہے اور اس کے گمان کے مطابق وہ کوا ہی ہو لیکن حقیقت میں وہ پرندہ کبوتر ہو۔

یا ایک شخص یوں قسم کھاتا ہے "**والـلـه لقد كلمت زيدًا**" کہ خدا کی قسم میں نے زید سے بات کی اور اس کے گمان میں یہی ہے کہ میں بات کر چکا ہوں حالانکہ اس نے زید سے کوئی بات نہیں کی ہے۔ یہ یمین لغو ہے۔(22)

بعض ائمہ فرماتے ہیں کہ یمین لغو وہ قسم ہے جس کے اٹھانے میں انسان کی نیت نہ ہو بلکہ قصد وارادہ کے بغیر زبان پر قسم کے الفاظ آجائیں۔ یا بعض مرتبہ انسان کسی چیز کی قسم اٹھانے کی نیت کرتا ہے لیکن زبان سے اس چیز کے بجائے کوئی اور لفظ نکل جاتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی ارادہ کر کے یہ قسم اٹھاتا ہے کہ میں پانچوں نمازیں پابندی کے ساتھ ادا کروں گا اور اس کے زبان سے نکل جاتا ہے کہ خدا کی قسم میں پانچ وقت کا کھانا پابندی کے ساتھ کھاؤں گا۔(23)

یمین لغو اور کفارہ:

فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یمین لغو میں کسی قسم کا کفارہ نہیں ہے: **"اتـفـق الفقهاء على أن يمين اللغو لا كفارة فيها "لقوله تعالى" :لا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ"(المائدة: 89)**

مذکورہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ یمین لغو پر کسی قسم کی گرفت نہیں ہے۔(24)

یمین غموس:

غمس کا لغوی معنیٰ ہے پانی میں غوطہ لگانا۔ ڈوبکی مارنا۔ گویا یمین غموس (یعنی جھوٹی قسم اٹھانے والا) گناہ میں ڈوب رہا ہے۔(25)

یمین غموس کی تعریف:

یمین غموس اس قسم کو کہتے ہیں کہ گذشتہ یا حالیہ بات پر جھوٹی قسم کھائی جائے مثلاً۔ کوئی شخص یوں کہتا ہے کہ خدا کی قسم نے یہ کام کیا تھا حالانکہ وہ کام اس نے نہیں کیا تھا۔ یا یوں کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں نے یہ کام نہیں کیا تھا حالانکہ واقعتاً وہ کام کر چکا تھا۔ اس طرح مثلاً۔ سعد نے کہا کہ خدا کی قسم انس کے میرے ذمے دو ہزار روپے ہیں یا خدا کی قسم میرے ذمے انس کے دو ہزار روپے نہیں ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں سعد کے ذمہ انس کے دو ہزار نہیں ہیں یا سعد کے ذمہ انس کے دو ہزار روپے ہیں۔ (26)

یمین غموس کا حکم:

جھوٹی قسم کھانے والا شخص گناہ گار ہوتا ہے لیکن شرعی لحاظ سے اس پر کوئی مالی کفارہ واجب نہیں ہوتا چونکہ یہ گناہ کبیرہ ہے اس لئے توبہ و استغفار ضروری ہے۔ (27)

جھوٹی قسم کھانے والے کیلئے وعیدیں مال حاصل کرے۔ اللہ ایسے شخص کے لئے جنت حرام کر دی ہے اور اللہ اسے جہنم میں ڈالے گا۔ (29)

دوسری روایت میں ہے **"لقی الله وهو عليه غضبان"** (30) جھوٹی قسم کھانے والا جب رب سے ملے گا تو اللہ اس سے ناراض ہوں گے۔

وعن أبی أمامة قال قال رسول الله من اقتطع حق امری مسلم بيمينه، فقد أوجب الله له النار وحرم عليه الجنة. (31)

نبی کریم نے ارشاد فرمایا جو آدمی اپنی قسم کے ذریعے سے کسی مسلمان کا مال لینا چاہے اللہ نے ایسے شخص کیلئے جہنم کو واجب کر دیا ہے اور جنت کا داخلہ اس کے لئے حرام کر دیا ہے۔

نبی کریم نے چند گناہ کبیرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا": **من الكبائر الإشراک بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس** (32) کہ گناہ کبیرہ میں سے چند ایک گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا. ماں باپ کی نافرمانی کرنا. ناحق کسی کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا

یمین منعقدہ:

منعقدہ کا اصل مادہ عقد (ع، ق، د) عقد کا معنی ہے گرہ لگانا، چنانچہ کہا جاتا ہے **"عقد البيع والعهد"** بیع کا معاملہ کرنا، معاہدہ کرنا **"عقد النية والعزم"** "پختہ ارادہ کرنا۔" **انعقد ينعقد** " کا معنی ہے کسی چیز کو پختہ کرنا۔ یمین منعقدہ کا معنٰی ہے وہ قسم جو پختہ کی گئی ہو جس کا ارادہ کیا گیا ہو۔ جس کی نیت کی گئی ہو۔ (33)

منعقدہ کی اصطلاحی تعریف:

"هي ما يحلف على الأمر المستقبل أن يفعله أو لا يفعل "منعقدہ اس قسم کو کہتے ہیں جو آئندہ کام کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں پائی جائے۔(34)

یمین منعقدہ کا حکم: "وحكم هذه اليمين وجوب الكفارة عند الحنث" (35) یمین منعقدہ کا حکم یہ ہے کہ قسم ٹوٹنے کی صورت میں کفارہ واجب ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ آیت میں اللہ نے فرمایا: "ولكن يؤاخذكم بما عقدتم الأيمان "(36) کہ پختہ قسم کھا کر حانث ہونے کی صورت میں اللہ گرفت کرتے ہیں وہ پکڑ اور گرفت کیا ہے کفارہ ادا کرنا. مثلاً: انس نے یوں کہا کہ خدا کی قسم میں آنے والی کل میں نصیر کو ۰۰ دس روپے دوں گا. اب اگر اس نے "من حلف على يمين هو فيها فاجر ليقتطع بها مال امرء مسلم حرم الله عليه الجنة وأدخله الله النار" (28)

ایک شخص جھوٹی قسم اٹھاتا ہے اور قسم اٹھانے والا جھوٹ بول رہا ہوتا کہ اس جھوٹی قسم کے ذریعے سے کسی مسلمان کا ما آنے والے کل میں نصیر کو دس روپے نہیں دیئے تو قسم ٹوٹ جائیگی اور کفارہ واجب ہوگا۔

یمین منعقدہ کی چند صورتیں:

یمین منعقدہ کی چند صورتیں ایسی ہیں جن میں قسم کا پورا واجب ہوتا ہے:

(1) مثلاً ایک شخص یوں کہتا ہے:"والله لأصلين صلاة الظهر اليوم " کہ میں آج دن کی ظہر کی نماز پڑھوں گا۔"أو لأصومن رمضان"(2) کہ میں رمضان کے روزے رکھوں گا۔

اس قسم کا پورا کرنا واجب ہے اس کے خلاف کرنا اور اس سے رکنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ایک حدیث میں آتا ہے:"من نذر أن يطيع الله فليطعه (38) ۔قسم کھانے کے بعد اگر یہ شخص نیکی کے کام سے رک جاتا ہے تو گنہگار بھی ہوگا اور حانث ہونے کی وجہ سے قسم کا کفارہ بھی لازم ہوگا۔

(2) کبھی قسم کسی واجب یا فرض کو چھوڑنے کے لئے اٹھائی جاتی ہے یا کسی گناہ کے کام کی قسم اٹھائی جاتی ہے۔مثلاً: ایک شخص یوں کہے خدا کی قسم میں فرض نماز نہیں پڑھوں گا۔ یا رمضان کے روزے نہیں رکھوں گا۔ یا شراب پینے کی قسم اٹھالیتا ہے یا کسی کو قتل کرنے کی قسم اٹھاتا ہے تو اس شخص کے ذمہ فوری طور پر توبہ واستغفار ضروری ہے اور چونکہ چیزیں جائز نہیں ہیں اس لئے حانث ہو کر کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔

(3) اگرکسی مستحب عمل کے چھوڑنے پرقسم اٹھائی گئی ہومثلاً ایک شخص یہ کہتا ہے ":والله لا أصلی نافلة "خدا کی قسم میں نفلی نماز نہیں پڑھوں گا۔"ولا أصوم تطوعًا "نفل روزں نہیں رکھوں گا۔"ولا أعود مریضاً "خدا کی قسم میں کسی مریض کی عیادت نہیں کروں گا۔تینوں مثالوں ایک مستحب عمل چھوڑنے کی قسم کھائی ہے اس میں بہتر یہ ہے کہ فعل مکروہ کا ارتکاب نہ کرے اور فعل مستحب کو اختیار کر کے حانث ہو جائے اور قسم کا کفارہ ادا کرے۔(39)

قسم صحیح ہونے کیلئے چند شرائط:

"أن یکون الحالف بالغاً عاقلاً "قسم اٹھانے والا بالغ عاقل ہونا بالغ اور مجنون کی قسم صحیح نہیں ہے اسلئے کہ یہ دونوں مرفوع القلم ہیں۔جیسا کہ حدیث میں ہے:"عن علی عن النبی رفع القلم عن الثلاثة عن النائم حتی یستیقظ وعن الصبی حتی یحتلم وعن المجنون حتی یعقل(40)

"أن لا تکون الیمین لغوا "دوسری شرط یہ ہے کہ قسم لغو نہ ہو کیونکہ یمین لغو کے ساتھ شریعت مطہرہ کا کوئی حکم وابستہ نہیں ہے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ :أن یکون الحلف بذات الله تعالیٰ، مثل: أقسم بالله او بأحد أسمائه مثل :إقسم بالرحمن أو برب العالمین أو بصفة من صفاته مثل أقسم بعزة الله. (41) کہ قسم اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام یا صفاتی نام کے ساتھ ہو۔

قسم کھانے کے حروف:

عربی میں قسم کیلئے تین حروف ہیں:(1)و(2)ب(3) ت۔مثلاً یوں کہا جائے :واللہ،باللہ،تاللہ۔قرآن کریم اوراحادیث نبوی میں اس کی مثالیں ملتی ہیں:

ارشاد خداوندی ہے:"والله ربنا ما کنا مشرکین "۔دوسری جگہ ہے:"وتالله لأکیدن أصنامکم" تیسری جگہ ارشاد ہے:"وأقسموا بالله"۔

حدیث میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:والله لأعزون قریشاً ثلاث مرات ثم قال فی الثالثة إن شاء الله.(42)

حروف قسمیہ کے استعمال میں فرق:

تینوں حروف قسمیہ کے استعمال میں فرق ہے:

حرف "ت" حرف تا صرف اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جیسے "تاللہ، اللہ" کے صفتی ناموں میں سے کسی کیساتھ استعمال نہیں ہوتا، چناچہ "تالرحمٰن" کہنا درست نہیں جبکہ واو اور "ب" ذاتی وصفاتی دونوں طرح کے ناموں کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ اس لئے "واللہ، والرحمٰن" دونوں کہنا درست ہے۔(43)

کفارہ کا لغوی معنیٰ:

صاحب لسان العرب فرماتے ہیں "الکفارة مشتقة من الكفر بفتح الكاف أى التستر فهى سارة للذنب الحاصل بسبب الحنث فى اليمين فاليمين سبب للكفارة". (44)

کفارہ کا ثبوت قرآن کریم سے:

قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ. (45)

کفارہ کا ثبوت احادیث نبویہ سے:

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "إذا حلفت على يمين فرأيت غيرها خيرًا منها فائت الذى هو خير وكفر عن يمينك" (46) جب آپ کوئی قسم کھائیں اور دوسرا پہلو بہتر ہو تو جو بہتر ہو اسے اختیار کرو اور قسم کے ٹوٹنے کا کفارہ ادا کرو۔

کفارہ کا ثبوت اجماع سے:

امام سرخسی فرماتے ہیں کہ "وأجمع المسلمون على مشروعيته الكفارة فى اليمين بالله تعالى". (47) مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب کوئی شخص اللہ کے نام کی قسم کھالیتا ہے تو حانث ہونے کی صورت میں کفارہ واجب ہوتا ہے۔

کفارہ کے وجوب کیلئے اصل سبب کیا ہے:

کفارہ کے وجوب کے لئے اصل سبب قسم میں حانث ہونا ہے (یعنی قسم کا ٹوٹ جانا) چاہے قسم اطاعت کیلئے ہو یا معصیت کیلئے کسی مباح کام کے لئے۔ علامہ وہبۃ الزحیلی فرماتے ہیں "تجب الكفارة بالحنث فى اليمين سواء كانت فى طاعة أم فى معصية أم مباح".(48)

قسم سے پہلے کفارہ ادا کرنا:

ایک شخص نے سرے سے قسم کھائی ہی نہیں تو اس کے لئے کفارہ ادا کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ فقہاء کرام فرماتے ہیں

"ولا يجوز التكفير قبل اليمين باتفاق العلماء ؛ لأنه تقديم للحكم قبل سببه، فلم يجز كتقديم الزكاة قبل ملك النصاب".(49)

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قسم کھانے سے قبل کفارہ ادا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ سبب سے پہلے حکم نافذ نہیں ہوتا جیسے کہ صاحب نصاب بننے سے پہلے زکاۃ فرض نہیں ہوتی۔

حانث ہونے سے قبل قسم کا کفارہ:

قسم ٹوٹنے سے پہلے کفارہ ادا کرنا اس بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے، سب سے عمدہ رائے امام ابوحنیفہ کی ہے کہ حانث ہونے سے پہلے کفارہ ادا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اصول یہ ہے کہ مسبب سبب کے بعد ہوتا ہے کفارہ مسبب ہے، حانث ہونا سبب ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام فرماتے ہیں" وقال أبو حنيفة :لا يجوز تقديم الكفارة على الحنث مطلقا إنما تجزى إذا أخرجها بعد الحنث وهذا أولى الآراء؛ لأن المسبب يكون عادة بعد السبب"(50)

قسم کا کفارہ کس شکل میں ادا کیا جائے:

اگر ایک شخص کی قسم ٹوٹ جاتی ہے اور کفارہ بالمال ادا کرنے پر قادر ہو تو اس کو شریعت مطہرہ نے تین چیزوں میں سے ایک ادا کرنے کا اختیار دیا ہے۔

(1) " إطعام عشرة مساكين " یا تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے

(2) " أو كسوتهم "یا دس غریبوں کو متوسط درجے کے کپڑے دیدے

(3) "أو تحرير رقبة" یا ایک غلام آزاد کرے۔ مذکورہ تینوں چیزیں صراحتًا قرآن کریم سے ثابت ہیں۔(51)

کفارہ بصورت روزہ:

.فإذا عجز الإنسان عن كل واحد الخصال الثلاثة المذكورة لزمه صوم ثلاثة أيام لآية الكريمة :من لم يجد فصيام ثلاثة أيام. (52)

جب انسان مذکورہ تینوں قسم کے کفارے کی ادائیگی پر قادر نہیں یعنی کفارہ بالمال ادا نہیں کرسکتا تو اس کے ذمہ تین رزوے لازم ہیں۔

کفارہ بصورت طعام اور اسکی مقدار:

"مقدار الإطعام نصف صاع من بر أو صاع من تمر أو شعير أو من دقيق الحنطة أو

الشعير أو قيمة هذه الأشياء من النقود كدراهم أو دنانير"(53)

کفارہ جب غلہ اوراناج کی شکل میں دیا جائے تو آدھا صاع گندم ہو یا کھجور اور جو میں سے ایک ایک صاع ہو یا گندم وجو کا آٹا ہو یا دراہم ودنانیر کی صورت میں ان مذکورہ چیزوں کی قیمت ادا کی جائے۔

کفارہ اورزکاۃ وعشر کے درمیان ایک باریک فرق:

جب کسی مستحق کو زکاۃ دی جائے یا عشر وصدقہ فطر دیا جائے تو اباحت کے ساتھ تملیک کسی کو مالک بنانا ضروری ہوتا ہے، جبکہ یمین کا کفارہ ادا کرنے میں کسی غریب کو مالک بنانا ضروری نہیں ہے بلکہ اباحت کافی ہے مثلاً: غریب کو مطلوبہ مقدار کا غلہ مباح قرار دیا جائے، یعنی اس کے استعمال کرنے پر کوئی روک ٹوک نہ ہو، مسکین کی مرضی ہے کہ وہ پورا لیتا ہے یا کم۔(حوالہ بالا)

قسم کا کفارہ ایک غریب یا چند غریبوں کو دینا، چند صورتیں:

(1) ولو أطعم مسكينًا واحدًا عشرة أيام غدا وعشاء أو أعطى مسكينًا واحدًا عشرة أيام كل يوم نصف صاع جاز؛ لأن المقصود سد حاجة عشرة مساكين وقد تحقق". (54)

طعام کی صورت میں دس دن تک صبح وشام کھانا کھلایا جائے یا ایک مسکین کو دس دن تک صبح وشام ایک شخص دس مسکینوں کو دوپہر کا کھانا کھلاتا ہے اور پھر ہر ایک غریب کو جو میں سے ایک ایک صاع جَو دے دے تب بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔

(3) ایک شخص کو دوپہر کا کھانا بیس دن تک دیا جائے۔ یا ایک شخص کو رمضان کے مہینے میں بیس دن تک شام کا کھانا کھلایا جائے مذکورہ دونوں صورتوں میں کفارہ ادا ہو جائے گا۔

(4) ایک مسکین کو دن میں دس آدمیوں کا کھانا دینے سے کفارہ ادا نہیں ہوگا۔ ردالمحتار علی الدرالمختار۔

قسم کا کفارہ کپڑوں کی صورت میں "أدنى الكسوة ما يستر عامة البدن" فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ جب کفارہ کپڑوں کی صورت میں دیا جائے تو اتنا کپڑا ہو کہ جس سے عام بدن چھپ جائے دس غریبوں کو درمیانے درجے کا کپڑا دیا۔ چونکہ خواتین کا سارا بدن ستر میں شامل ہے سوائے چہرہ کفین اور قدمین کے، اس لئے اگر غریب خواتین کو کپڑے دیئے جائیں تو شلوار قمیص کے علاوہ خمار (دوپٹہ) بھی شامل کیا جائے، جس سے اپنے سر کے بالوں کو ڈھک سکیں "وإن كانت امرأة كساها قميصًا وخمارًا"۔(56)

عتق الرقبہ، کفارہ میں غلام آزاد کرنا:

چونکہ غلاموں کا دور اب نہیں رہا اس لئے آج کے دور میں کفارہ میں غلام کا آزاد کرنا ساقط ہو گیا ہے۔ لہٰذا قسم میں حانث ہونے والا شخص کفارہ مالی میں دو ہی چیزیں اختیار کر سکتا ہے غریبوں کو کھانا کھلانا اور کپڑے دینا۔ چنانچہ فقہاء کرام فرماتے ہیں" :الکلام فی إعتاق الرقبة فی کفارة الیمین وغیرها تاریخی فقط "بسبب عدم وجود الرقیق فی عصرنا، وحینئذ یسقط هذا الواجب ویظل الخیار للحانث محصورًا بین الإطعام والکسوة واکتفی هنا بذکر ضابطة الرقبة اللتی یجوز عتقها فی الکفارة. (57)

قسم کا کفارہ روزہ کی صورت میں:

"اتفق العلماء علی أن الحانث إن لم یجد طعامًا ولا کسوة ولا عتقًا یجب علیه أن یصوم ثلاثة أیام لقوله : فمن لم یجد فصیام ثلاثة أیام. واختلفوا فی اشتراط تتابع الأیام فی الصیام. قال الحنفیة والحنابلة یشترط التتابع بدلیل قرائة أبی وعبد الله بن مسعود :فصیام ثلاثة أیام متتابعات وهذا إن کان قرآنًا فهو حجة وإن لم یکن فهو روایة عن النبی فهو إذًا خبر واحد وخبر الواحد حجة وتجوز الزیادة فی الجملة علی الکتاب بخبر واحد.(58)

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یمین میں حانث ہونے والا شخص اگر کھانا کپڑا اور غلام آزاد کرنے پر قادر نہیں تو اس کے ذمہ تین روزے ضروری ہیں جیسا کہ باری تعالی کا ارشاد ہے:"فمن لم یجد فصیام ثلاثة أیام" البتہ اس بات میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے کہ یہ تین روزے پے در پے مسلسل ہوں گے یا بغیر تسلسل کے بھی رکھے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ احناف اور حنابلہ کے ہاں تسلسل ضروری ہے کیونکہ حضرت اُبی بن کعب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءات تتابع اور تسلسل کی قید ہے وہ فرماتے ہیں: "فصیام ثلاثة آیام متتابعات"۔(59)

☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ المائدہ/89.

۲۔ الحاقۃ 4/45

۳۔ المبسوط للسرخسی 26/2 فتح القدیر 4/2 ،ردالمحتار 3/48،الفتاوی الہندیۃ 2/48۔

۴۔ الفقہ الاسلامی وأدلتہ. 4/2451

۵۔ النجم:1

۶۔ سورۃ تین:1

۷۔ یونس:53

۸۔ التغابن:7

۹۔ سبا:3

۱۰۔ بخاری رقم الحدیث:6628

۱۱۔ أبوداؤد :رقم الحدیث 3234 باب ماجاء فی یمین النبی.

۱۲۔ أبوداود: 2365

۱۳۔ مسلم:4273، بخاری 662، أبوداود 3276، نسائی:3812۔

۱۴۔ أبوداود 3249 :، مسلم 4257: کتاب الأیمان.

۱۵۔ مسند أحمد.20900 :

۱۶۔ أبوداود 3247 :، باب الأیمان والنذور، مسلم 4260 :، باب من حلف باللات والعزی.

۱۷۔ أبوداود.3248

۱۸۔ أبوداود.3255

۱۹۔ مسلم.4283 :

۲۰۔ الفقہ الإسلامی.4/2452

۲۱۔ البدائع 5/9:، علامہ کاسانی، دارالکتب العلمیۃ بیروت، 44ھ.

۲۲۔ الفقہ الإسلامی 4/2446:)۔

۲۳۔ فتح القدیر 4/3، المبسوط للسرخسی 8/127

۲۴۔ القوانین الفقہیۃ 159۔ المغنی لابن قدامۃ المقدسی 8/687، الفقہ الإسلامی 2447/4، البدائع 4/3۔

۲۵۔ حوالہ بالا۔

۲۶۔ فتح القدیر.8/139

۲۷۔ البدائع 3/4، إعلاء السنن، جامع أحادیث الأحکام 2/77، ادارۃ القرآن کراچی، 4ھ۔

۲۸۔ بخاری 2417/2416۔ تکملہ فتح الملہم 2/186

۲۹۔ بخاری.6659/2673

۳۰۔ أبوداود:3244، باب الأیمان والنذور.

۳۱۔ مسلم:353.

۳۲۔ بخاری.6920/6675

۳۳۔ القاموس الفرید 442 (مادہ :ع،ق،د)،المعجم الوسیط مترجم،مکتبہ رحمانیہ لاہور،س۔ن،لسان العرب لابن منظور الأفریقی مادہ :ع،ق,د
۳۴۔ المبسوط 8/127،فتح القدیر 5/4،البدائع 4/ 12
۳۵۔ الفقہ الإسلامی وأدلتہ .2447/4
۳۶۔ معارف القرآن .224/3
۳۷۔ فتح القدیر .18/4
۳۸۔ مسند أحمد .24576
۳۹۔ فتح القدیر .6/4
۴۰۔ مسند أحمد .25210
۴۱۔ الفقہ الإسلامی وأدلتہ .2448/4
۴۲۔ أبوداود 3286 :،ردالمحتار علی الدر المختار .5/497
۴۳۔ الفقہ الإسلامی .4/2450
۴۴۔ لسان العرب مادہ: ک .ف .ر.
۴۵۔ المائدۃ .89 :معالم العرفان فی دروس القرآن 5/391،تفہیم القرآن 1/499، حافظ ابن کثیر تفسیر ابن کثیر بن کثیر 2/2 پیر کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن
۴۶۔ سنن النسائی .3814
۴۷۔ المبسوط .147/8
۴۸۔ الفقہ الإسلامی 2575/4،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ الاستاذ الدکتور وہبۃ الزحیلی.
۴۹۔ الفقہ الإسلامی .2575/4
۵۰۔ بدائع الصنائع 49/4،المغنی لابن قدامۃ المقدسی .127/8
۵۱۔ الإمام فخر الدین الرازی، التفسیر الکبیر 73/2،تفسیر القرطبی .247/3،الفتاوی الہندیۃ 2/157، المبسوط 8/ 128، البدائع الصنائع 5/97.
۵۲۔ المغنی 128/8
۵۳۔ الفقہ الإسلامی .2452/4
۵۴۔ الفتاوی الہندیہ .158/2
۵۵۔ المبسوط للسرخسی 128/8،البحر الرائق 464/4،دار الکتب العلمیۃ، 1997ء.
۵۶۔ البدائع الصنائع .107/5
۵۷۔ فتح القدیر 130/8،ایچ ایم سعید کراچی.
۵۸۔ البحر الرائق .167/5
۵۹۔ الإمام محمد بن علی الشوکانی 510/7،نیل الأوطار .238/8

☆☆☆